مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

محمد عبداللہ صدیقی جامع قمر المساجد اہل حدیث، ملتان سے لکھتے ہیں:

ایک امام مسجد میں مقرر ہے۔ پھر کیا کسی مقتدی کو یہ حق ہے کہ اس امام کی موجودگی میں کسی دوسرے آدمی کو مصلّٰی پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کر دے؟ —— جو شخص مصلّٰی پر کھڑا ہے کیا اس کو نماز پڑھانے کا حق ہے یا نہیں؟ جواب حدیث کی رُو سے دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء!

الجواب بعون الوھاب ومنه الصدق والصواب۔

صورتِ مسئولہ میں واضح ہو کہ مقررہ پیش امام کی موجودگی میں نہ تو کسی مقتدی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے غیر مقرر آدمی کو مصلّٰی پر کھڑا کرے، اور نہ اس کھڑا کیے جانے والے شخص کو نماز پڑھانے کا شرعاً حق حاصل ہے۔ اِلّا یہ کہ مقرر پیش امام بطیب خاطر اس کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ تحفۃ الاحوذی باب "مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ" میں حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فان کانوا فِی الْقِرَاءَۃِ سواءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الھجرۃ سواءً فاکبرُھُمْ سِنًّا وَلَا یُؤَمُّ الرَّجُلُ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یُجْلَسُ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ! ...... وقال ابو عیسٰی "حدیثُ ابی مسعودٍ حدیث حسن صحیح والعمل علٰی ھٰذا عند اھل العلم وقال الامام

عبدالرحمان المبارکفوری واخرجہٗ مسلم" (تحفۃ الاحوذی ج صـ۱۹۷)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت وہ کرائے جو قرآن مجید کا زیادہ عالم ہو، اگر سب علم میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس کو دوسروں کی نسبت حدیث کا زیادہ علم ہو۔ اگر سب نمازی علم حدیث میں بھی برابر کا ملکہ رکھتے ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے سب سے پہلے ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو پھر سب سے بڑی عمر کا آدمی امامت کے فرائض سرانجام دے اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کی ولایت میں امام نہ بنے۔ اور نہ اس کی مسند پر بیٹھنے کی کوشش کرے ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو پھر یہ دونوں کام کر سکتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ سلطان کے علاوہ مسجد کا پیش امام دوسروں کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

"وکان ابن عمر یصلی خلف الحجاج وصحّ عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم علی غیر السلطان" (تحفۃ الاحوذی صـ۱۹۷ جلد۱)

امام طیبیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

"وتحریرہٗ ان الجماعۃ شرعت لاجتماع المؤمنین علی الطاعۃ وتألفھم وتوادّھم فاذا ام الرجل فی سلطانہ افضی ذالک الی توھین امر السلطنۃ وخلع ربقۃ الطاعۃ وکذالک اذا امّہٗ فی قومہٖ واھلہٖ ادّی ذالک الی التباغض والتقاطع وظھور الخلاف الّذی شرع لدفعہ الاجتماع فلا یتقدم الرجل علی ذی السلطنۃ لا سیما فی الاعیاد والجماعۃ ولا علی امام الحی ورب البیت الّا بالاذن ۔ کذا فی تحفۃ الاحوذی" (صـ۱۹۷ جلد۱)

"جماعت کے ساتھ نماز کا حکم محض اس لیے دیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر سلطان کی طاعت اور باہمی الفت و محبت کا جذبہ پیدا ہو، لہٰذا جب سلطانِ وقت کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرائے گا تو اس سے نہ صرف

امورِ سلطنت میں خلل آئے گا بلکہ لوگ سلطان کی اطاعت سے بھی دستکش ہونے کا احتمال پیدا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح جب کوئی شخص دوسرے کے گھر میں امامت کرائے گا تو ان میں باہمی بغض، قطع رحمی اور باہمی مخالفت پیدا ہونے کا خدشہ خارج از امکان نہیں۔ جب کہ جماعت، کا نظام باہمی اتحاد و تنظیم کے لیے ہی شروع کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ بادشاہ کی موجودگی میں عیدین اور فرائض کی جماعت کرائے۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ محلہ کے پیش امام کی اجازت کئے بغیر اس کی مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے۔"

اس تفصیلی گفتگو سے معلوم ہوا کہ محلہ کے پیش امام کی موجودگی میں سلطانِ وقت کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کو امامت کرانے کا حق شرعاً حاصل نہیں، اِلّا یہ کہ وہ پیش امام بطیب خاطر کسی دوسرے کو اجازت دے دے۔ مگر اجازت مصلّٰی پر کھڑے ہونے سے پہلے حاصل کرنی چاہیئے، نہ کہ مصلّٰی پر براجمان ہو کر اجازت مانگی جائے۔ جو کہ جائز نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!